

قرآن مجید میں ربط و مناسبت کی ضرورت و اہمیت کے متعلق علماء کی آراء: ایک تجزیاتی مطالعہ *Opinions of Scholars on the Importance and Necessity of Correspondence in the Holy Qur'an: An Analytical Study*

Anees Ahmad

M.Phil Scholar, Islamic Studies, Alhamd Islamic University, Islamabad
Email: aneesriaz43@gmail.com ORCID: <https://orcid.org/0009-0003-7452-6443>

Murad Ahmad

Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, AWKUM Mardan
Email: ahdmurad1@gmail.com ORCID: <https://orcid.org/0000-0003-2101-3612>

Muhammad Usman

Ph.D Scholar, Islamic Studies, Riphah International University
Email: usmanmd313@gmail.com ORCID: <https://orcid.org/0009-0004-0258-5484>

Abstract:

The Quran, as a divine revelation, continues to guide and inspire millions of believers worldwide. The correlation between its verses and surahs, recognized and elucidated by eminent Islamic scholars throughout history, enhances our understanding of its message. This analytical study highlights the consensus among scholars on the importance of this correlation in comprehending the Quran's holistic message. It underscores the depth and complexity of the Quranic text and invites scholars and believers alike to engage with it in a more profound and meaningful manner. In contemporary Quranic studies, understanding this correlation remains an indispensable endeavor for those seeking a deeper comprehension of the Quran's timeless wisdom and guidance.

Keywords:

Quran, Revelation, Importance, Correspondence, Islamic Scholars

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام، اس کی آخری کتاب اور اس کا معجزہ ہے۔ یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اس نے اپنے اندر تمام پہلی الہامی کتابوں کی تعلیمات کو سمیٹا ہوا ہے۔ قرآن کی عظمت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب جس سرزمین پر نازل ہوئی، اس نے وہاں کے لوگوں کو فرش خاک سے اوج ثریا تک پہنچا دیا۔ اس نے ان کو دنیا کی عظیم ترین طاقت بنادیا، جس نے اپنے اخلاق و کردار کا ایک جہاں سے اپنا لوہا منوایا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ ایک عظیم انقلابی کتاب ہے۔ قرآن کریم اول تا آخر ایک ناقابل تقسیم وحدت

ہے۔ سورۃ الفاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک ان تمام سورتوں میں گہرا ربط، معنوں میں یک جہتی اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال قدرت اور عظمت سے ایسا قرآن نازل فرمایا ہے جس کے پہلے اور آخری حصے میں ایک ایسا ربط و مناسبت پایا جاتا ہے جو اس کے ہر لفظ کو اس سے پہلے آنے والے لفظ سے اس طرح جوڑتی ہے جیسے روح، جسد سے جڑی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ ایک ایسا مرتب اور مرتبہ ہار ہے جس کا ہر کلمہ اپنے سے پہلے اور بعد کے کلمے سے اس طرح مربوط ہے جس طرح ہاتھ مٹھی سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ زیر نظر مضمون میں علماء کرام کی آراء کی روشنی میں قرآن مجید میں ربط و مناسبت کی ضرورت و اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

ربط کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

ربط کا لغوی مفہوم

ربط عربی زبان کا لفظ ہے جو ثلاثی مجرد سے ضرب یضرب کی طرح فعل یفعل کے وزن پر آتا ہے۔ اس کے حروفِ اصلیہ (ر، ب، ط) ہیں۔ اس کا عربی اور اردو زبان میں استعمال تقریباً یکساں معانی کے لیے ہے۔ اس کے لغوی معانی درج ذیل ہیں: باندھنا، دو چیزوں میں تعلق پیدا کرنا، ملانا، جوڑنا، مضبوط کرنا، مناسبت پیدا کرنا۔ علامہ ابن فارسؒ فرماتے ہیں:

”الرَّاءُ وَالْبَاءُ وَالطَّاءُ أَصْلٌ وَاحِدٌ يَدُلُّ عَلَى شِدَّةٍ وَثَبَاتٍ. مِنْ ذَلِكَ رَبَطْتُ الشَّيْءَ أَرَبَطُهُ رِبْطًا؛ وَالَّذِي يُشَدُّ بِهِ رِبَاطٌ“¹

”ربط“ کا مادہ اصلی (ر، ب، ط) ہے، جس کے معنی: باندھنا اور مضبوط ہونا کے آتے ہیں۔ اسی سے ”ربطت الشيء أربطه ربطاً“ اور جس سے باندھا جائے اسے ”رباط“ کہتے ہیں۔

علامہ راغب اصفہانیؒ ”ربط“ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

رَبَطُ الْفَرَسِ: شَدَّهُ بِالْمَكَانِ لِلْحِفْظِ، وَمِنْهُ: رِبَاطُ الْخَيْلِ، وَسَمِيَ الْمَكَانَ الَّذِي يَحْصَرُ بِإِقَامَةِ حَفْظَةٍ فِيهِ رِبَاطًا.²

گھوڑے کو حفاظت کے لیے کسی جگہ پر باندھنا اور رباط الخیل بھی اسی سے ہے اسی وجہ سے جو مکان اس کی حفاظت کے لیے خاص ہو اسے ”رباط“ کہتے ہیں۔

”المعجم الوسيط“ میں ہے:

”ربط الشيء ربطاً شده فهو مربوط وربط... الرِّبْطُ فِي عِلْمِ الْفَلَسَفَةِ: إِخْدَاطُ عِلَاقَةٍ بَيْنَ مَدْرَكَيْنِ لَا اقْتِرَاحَهُمَا فِي الدِّهْنِ بِسَبَبِ مَا“³

باندھنا، ملانا، جوڑنا اور مربوط کرنا۔ آگے فرمایا: علم فلسفہ میں ربط اس تعلق کا نام ہے جو ادراک کردہ دو ایسی چیزوں میں ہو جو ذہن میں کسی بھی سبب سے ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہوں۔ علامہ ابن قیم ”التبیین فی أقسام القرآن“ میں ﴿وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ﴾⁴ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ومعنى الربط في اللغة الشد علامہ خازن نے بھی مذکورہ آیت کی تفسیر میں ربط کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: والربط في اللغة الشد⁶ اور ”شد“ کے معنی باندھنے سے کیے جاتے ہیں جیسا کہ ”القاموس الوحید“ میں ہے: شد الشيء: سخت کرنا، باندھنا۔

ربط کے دیگر مترادفات

ربط جن معانی و مقایم کو ادا کرتا ہے کچھ دیگر الفاظ بھی ان ہی معانی کو ادا کرتے اور ان کے لیے استعمال ہوتے ہیں یہ الفاظ ربط کے مترادف ہیں۔ زیر نظر مقالے میں ربط کے مفہوم کی جس جہت کو لیا گیا ہے اس کے لیے عربی میں بجائے ربط کے بعض دیگر الفاظ کا استعمال زیادہ مروج ہے۔ اردو میں اس مفہوم کی ادائیگی کے لیے لفظ ربط علماء کے ہاں زیادہ معروف و مستعمل ہے۔ ربط کے کئی مترادفات ہیں:

”مناسبت، تناسب، ارتباط، وفق، نظم، نظام، علاقہ، تعلق، نسق، تناسق، ترتیب“

ان اصطلاحات کا اجمالی مفہوم بیان کیا جا رہا ہے تاکہ ان مترادفات سے بوقت استفادہ کوئی دقت پیش نہ آئے۔

1- مناسبت

یہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے اور اس کے حروف اصلی (ن، س، ب) ہیں۔ علامہ ابن فارس فرماتے ہیں: ”الثَّوْنُ وَالسَّيْنُ وَالْبَاءُ كَلِمَةٌ وَاحِدَةٌ قِيَاسُهَا اتِّصَالُ شَيْءٍ بِشَيْءٍ. مِنْهُ النَّسَبُ،

سُمِّيَ لِاتِّصَالِهِ وَلِلاتِّصَالِ بِهِ“⁷

مناسبت کا مادہ اصلی (ن، س، ب) ہے جس کے معنی ایک چیز کا دوسری چیز سے متصل ہونے کے ہیں۔ اسی سے ”نسب“ بھی ہے اور نسب کو نسب کہنے کی وجہ بھی یہی اتصال ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

”المناسبة في اللغة: المشاكلة والمقاربة“⁸

لغت میں ربط مشاکلت اور مقاربت کو کہتے ہیں۔

2- تناسب

”تناسب“ باب تفاعل سے ہے اس کا اور ”مناسبت“ کا مادہ ایک ہے۔ لہذا اس کے معنی بھی ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہونے کے ہوں گے جیسا کہ علامہ زحمتی اس کا مجازی معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ومن المجاز: بين الشيئين مناسبة وتناسب.“⁹

3- ارتباط

ارتباط باب ”انتقال“ کا مصدر ہے اس کا اور ربط کا مادہ ایک ہی ہے یعنی (ر، ب، ط) اس کے معنی بھی جوڑ، تعلق اور ربط و ضبط اور دو چیزوں میں باہمی رابطہ، نسبت اور لگاؤ کے ہیں۔ معجم الغنی میں ہے: بینہما ارتباط وثیق أي اتصال ولزوم وتعلق.¹⁰

4- وفق

وفق کا مادہ اصلی (و، ف، ق) ہے، جس کے معنی دو چیزوں میں اتصال، جوڑ، مطابقت اور یکسانیت کے ہیں۔ علامہ ابو نصر الفارابیؒ فرماتے ہیں:

”والوفق من الموافقة بين الشيئين؛ كالالتحام“¹¹

وفق دو چیزوں میں موافقت کو کہتے ہیں جیسا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہوں۔

علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں:

”وافقته على كذا وبينهما وفاق ووفقت بينهما ووفقت بين الأشياء المختلفة

والله يوفق عبده للطاعة وفي الطاعة وهو يستوفق ربه للخير“¹²

میں نے اس کی موافقت کی اور ان میں موافقت اور مطابقت ہے، میں نے ان میں موافقت کرادی، میں نے مختلف اشیاء کو مرتب کیا اللہ ہی اپنے بندے کو بھلائی کرنے اور نیکی میں مشغول ہونے کی توفیق دیتا ہے اور وہ اپنے رب سے خیر کی توفیق کا طلب گار ہے۔

5- نظم

نظم کا مادہ اصلی (ن، ظ، م) ہے جس کے معنی: پرونا، درست کرنا، مرتب کرنا اور جوڑنے ہیں۔ علامہ زمخشریؒ ”اساس البلاغة“ میں نظم کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”نظمت الدرر ونظمته، ودرر منظوم ومنظم، ومن المجاز: نظم الكلام. وهذا نظم

حسن، وانتظم كلامه وأمره. وليس لأمره نظام إذا لم تستقم طريقته“¹³

موتی لڑی میں آگئے، میں نے موتی پروئے اور پروئے ہوئے موتی اور منظوم کلام کو بھی مجازاً ”نظم“ سے تعبیر کیا جاتا ہے، (کہا جاتا ہے) یہ عمدہ نظم ہے، اس کا کلام اور معاملہ منظم ہے اور اس کے معاملے کا کوئی انتظام نہیں جب اس کسی کا کام منظم نہ ہو۔

علامہ ابن منظور افریقیؒ فرماتے ہیں:

”وَنَظَّمْتُ اللَّوْلُوَ أَيَّ جَمْعَتُهُ فِي السِّلْكِ، وَالتَّنْظِيمُ مِثْلُهُ، وَمِنْهُ نَظَّمْتُ الشَّعْرَ وَنَظَّمْتَهُ، وَنَظَّمْتَهُ، وَكُلُّ شَيْءٍ قَرْنَتَهُ بَآخِرٍ أَوْ ضَمَمْتُ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ، فَقَدْ نَظَّمْتَهُ“¹⁴

میں نے موتیوں کو دھاگے میں پرویا یعنی میں نے اس کو ایک ہی لڑی میں پرویا اور تنظیم بھی اسی سے ہے میں نے شعر کو منظم کیا، اور ہر ایسی چیز جس کو آپ کسی دوسری چیز کے ساتھ ملائیں تو آپ نے اسے اس کے ساتھ جوڑ دیا۔

”وَهَلْ هَمَلْتُ عَيْنَايَ فِي الدَّارِ غَدَوَةٌ ... بَدَمْعٍ كَنَظْمِ اللَّوْلُوِ الْمُتَهَالِكِ“¹⁵
صبح سویرے گھر میں میری آنکھوں سے ایسے آنسو بہنا شروع ہوئے جیسے کسی لڑی میں پروئے ہوئے موتی گرتے ہیں۔

6- نظام

نظم کے مادہ سے ہی ”نظام“ کا لفظ بھی ہے، جس کے معنی موتیوں کی لڑی، ترتیب، نظم و ضبط، سلیقہ وغیرہ کے آتے ہیں۔ اور نظام کے بارے میں علامہ ابن منظور فرماتے ہیں:

”وَالنِّظَامُ: الْخَيْطُ الَّذِي يُنْظَمُ بِهِ اللَّوْلُوُ، وَكُلُّ خَيْطٍ يُنْظَمُ بِهِ لَوْلُوٌ أَوْ غَيْرُهُ فَهُوَ نِظَامٌ“
نظام اس دھاگے کو کہتے ہیں جس میں موتی کو پرویا جائے اور ہر وہ دھاگہ جس میں موتی وغیرہ کو پرویا جائے وہ نظام کہلاتا ہے۔

جب کوئی چیز غیر منظم و مربوط ہو تو اس کے لیے ولیس لأمره نظام إذا لم تستقم طریقتہ¹⁶ کا لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہ نظم کے معنی کے بیان میں گزر چکا ہے۔ تو گویا نظام دو چیزوں میں ایسا اتصال ہے جو اسے خوبصورتی سے نواز دے۔

7- علاقہ

اس کا مادہ (ع، ل، ق) ہے، جس کے معنی تعلق، رابطہ اور دوستی کے ہیں۔ ”معجم اللغة العربية المعاصرة“ میں ہے:

”عِلَاقَةُ رَابِطَةٍ تَرْبِطُ بَيْنَ شَخْصَيْنِ أَوْ شَيْئَيْنِ، لَيْسَ بَيْنَ هَذَيْنِ الْمَوْضُوعَيْنِ أَيْةٌ عِلَاقَةٌ“⁽¹⁷⁾

علاقہ اس رابطہ کو کہتے ہیں جو دو آدمیوں یا دو چیزوں میں میں ہوتا ہے اور (کہا جاتا ہے) ان دو موضوعوں میں کوئی تعلق و اتصال نہیں۔

8- تعلق

یہ (ع، ل، ق) مادہ سے باب تفعّل کا مصدر ہے، اس کے معنی بھی وہی ہیں جو ”علاقہ“ کا ہے۔

9- ترتیب

ترتیب (ر، ت، ب) سے ہے، جس کے معنی ہیں: ”کسی چیز کو منظم اور مرتب انداز سے رکھنا“۔ معجم الغنی میں ہے:

”رَبَّتْ بَيْتَهَا تَرْتِيبًا بَدِيعًا: نَظَمَتْهُ وَنَسَقَتْ أَثَاثَهُ تَنْسِيقًا بَدِيعًا، عَلَيْهِ أَنْ يَرْتَبَ

أُمُورُهُ أَوَّلًا: أَنْ يَسُوِّيَهَا“¹⁸

اس کا گھر عجیب و غریب طریقے سے منظم و مرتب ہے، میں نے اس کے سامان کو انوکھے

طریقے سے ترتیب دیا، اس پر پہلے اپنے معاملات کو درست کرنا لازم ہے۔

مذکورہ عبارت میں ترتیب کے معنی نظم و نسق سے کیا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ ترتیب بھی نظم و نسق کا مترادف ہے۔

10- تناسق / نسق

تناسق کا مادہ (ن، س، ق) ہے، اس کے لیے نسق کا لفظ بھی بولا جاتا ہے، اکثر و بیشتر اس کا استعمال نظم کے ساتھ ہوتا

ہے جیسا کہ نظم و نسق، نظم کی طرح اس کے معنی بھی پرونے کے آتے ہیں۔

چنانچہ علامہ ابن منظور افریقی فرماتے ہیں:

”نَسَقَ الشَّيْءُ نَسْقَهُ نَسْقًا، وَنَسَقَهُ تَنْسِيقًا، أَي: نَظَّمَهُ عَلَى السَّوَاءِ“¹⁹

نسق موتی وغیرہ پرونا، مرتب کرنا، ترتیب اور سلیقہ سے رکھنا۔

المحیط میں ہے:

”حَرَزَ نَسَقَ أَي: مُنْتَظِمًا، كَلَامَ نَسَقِ أَي: مُتَلَائِمًا لِي نِظَامٍ وَاحِدٍ“²⁰

پروئے ہوئے موتی اور منظم طریقے پر مرتب کلام۔

علامہ زمخشری فرماتے ہیں:

”نَسَقَ الدَّرَرَ وَغَيْرَهُ وَدَرَرَ مَنْسُوقَةً وَتَنَسَّقَ هَذِهِ الْأَشْيَاءُ وَتَنَاسَقَتْ“²¹

موتی وغیرہ پرونا اور پروئے ہوئے موتی اور یہ اشیاء مرتب اور مربوط ہو گئیں۔

رابط کے لیے دیگر معانی بھی استعمال ہوتے ہیں: مثلاً: تلائم، التحام، تلازم، تجاوز، اتصال، الاعتناق، دلالة

الافتزان وغیرہ۔ موجودہ دور میں عرب محققین ”الوحدة لموضوعية“ (معنوی وحدت) کی اصطلاح بھی استعمال

کرتے ہیں۔²² البتہ نظم، ربط اور مناسبت کی اصطلاح ماہرین فن کے ہاں زیادہ معروف و متداول ہے جبکہ فراہی

مکتب فکر نظام کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور اپنی تفسیر ”نظام القرآن“ کے شروع میں ایک مقدمہ بھی ذکر کیا ہے جس میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے قرآنی آیات میں ربط و اتصال کو ثابت کیا ہے۔

ربط قرآن کی اصطلاحی تعریف

اصطلاح سے مراد چند یا سب لوگوں کا ایک مفہوم پر اتفاق کرنا ہے۔ اصطلاحی مفہوم سے مراد وہ مفہوم ہے جس پر چند یا سب لوگوں کا اتفاق ہو اور وہ اسے باہمی محاورات و تحقیق میں استعمال کریں اس کی دو قسمیں ہیں: اصطلاح عام، اصطلاح خاص

اصطلاح عام: جس معنی میں مذکور لفظ کو عوام و خواص استعمال کریں

اصطلاح خاص: خاص طائفہ یا گروہ مذکور لفظ کو جس معنی میں استعمال کریں۔

زیر نظر مقالے میں ربط و نسق کی اصطلاح خاص یعنی علم التفسیر میں مروج و مستعمل معنی و مفہوم کی وضاحت مقصود ہے۔ چنانچہ علم التفسیر کی اصطلاح میں ربط و نسق کی تعریف یہ ہے:

علم النسق والربط اصطلاحاً وہ علم ہے جس میں قرآن مجید کی سور و آیات کے باہمی تعلق و مناسبت سے بحث کی جائے اور ان کی ترتیب اور باہمی تعلق کی علل بیان کی جائیں، تاکہ قرآن مجید کا مطلوب فہم و ادراک علی وجہ البصیرۃ حاصل ہو سکے۔

علامہ ابن العربیؒ اپنی کتاب ”سراج المریدین“ میں فرماتے ہیں:

”ارْتِبَاطُ آيِ الْقُرْآنِ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ حَتَّى تَكُونَ كَالْكَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ مُتَّسِقَةً الْمَعَانِي مُنْتَظِمَةً الْمَبَانِي“²³

قرآن کی آیتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ یوں ربط دینا کہ وہ سب مل کر ایک باہم مناسبت رکھنے والے الفاظ اور مسلسل معانی کا کلمہ بن جائے۔

اور علامہ بدر الدین زرکشیؒ فرماتے ہیں۔

”بِأَنَّهُ أَمْرٌ مَعْقُولٌ إِذَا غُرِضَ عَلَى الْعُقُولِ تَلَقُّنُهُ الْقُبُولُ“²⁴

وہ (علم ربط قرآن) ایسا امر معقول ہے جب اسے عقول کے سامنے پیش کیا جائے تو قبولیت کے لائق ہوتا ہے۔

اور علامہ برہان الدین بقاعیؒ یوں رقمطراز ہیں۔

”عِلْمٌ تُعْرَفُ مِنْهُ عِلَلُ تَرْتِيبِ أَجْزَاءِ الْقُرْآنِ“

وہ علم ہے جس سے قرآن کے اجزاء کی علتیں معلوم کی جائیں۔

علامہ ابوالعلاء فرماتے ہیں:

”عَلَّمَ يَنْحَثُ فِي الْمَعَانِي الرَابِطَةِ بَيْنَ الْآيَاتِ بَعْضَهَا بِبَعْضٍ، وَبَيْنَ السُّورِ بَعْضَهَا بِبَعْضٍ، حَتَّى تُعْرَفَ عِلَلُ تَرْتِيبِ أَجْزَاءِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ“²⁵

اصطلاحاً اس علم سے مراد یہ ہے کہ ایسا علم جس میں آیات کے باہمی ربط و تعلق اور سورتوں کے مابین ربط و تعلق کی بحث کی جائے یہاں تک کہ قرآن کریم کے اجزاء کی ترتیب کی وجوہات سمجھ آجائیں۔

مناع بن خلیل ”ربط“ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”والمُرَادُ بِالمُنَاسِبَةِ هُنَا: وَجْهَ الارتِباطِ بَيْنَ الْجُمْلَةِ وَالْجُمْلَةِ فِي الْآيَةِ الْوَاحِدَةِ أَوْ بَيْنَ الْآيَةِ وَالْآيَةِ فِي الْآيَاتِ الْمُتَعَدِّدَةِ، أَوْ بَيْنَ السُّورَةِ وَالسُّورَةِ“²⁶

نائب (ربط) سے مراد ایک آیت میں جملوں کا ربط یا آیات کا آیات سے ربط یا سورتوں کا سورتوں سے ربط و تعلق واضح کرنا ہے۔

علامہ فراہی نظام کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فمُرَادُنَا بِالنِّظَامِ أَنْ تَكُونَ السُّورَةُ كَامِلًا وَاحِدًا، ثُمَّ تَكُونَ ذَاتَ مَنَاسِبَةٍ بِالسُّورَةِ السَّابِقَةِ وَاللَّاحِقَةِ، أَوْ بِالَّتِي قَبْلُهَا أَوْ بَعْدَهَا عَلَى بَعْدِ مَنَاسِبِهَا. فَكَمَا أَنَّ الْآيَاتِ رِمَا تَكُونَ مَعْتَرِضَةً؛ فَكَذَلِكَ رِمَا تَكُونَ السُّورَةُ مَعْتَرِضَةً، وَعَلَى هَذَا الْأَصْلِ نَرَى الْقُرْآنَ كُلَّهُ كَلَامًا وَاحِدًا، ذَا مَنَاسِبَةٍ وَتَرْتِيبٍ فِي أَجْزَائِهِ، مِنْ الْأَوَّلِ إِلَى الْآخِرِ“²⁷

ہماری نظام سے مراد یہ ہے کہ سورت کی اس طرح سے تاویل کی جائے کہ ساری سورت ایک قالب میں ڈھل جائے اور وہ سورت اپنے سے ماقبل اور مابعد سورتوں سے جو باعتبار نظم اس سے دور واقع ہوں، مربوط ہو جائے جس طرح بعض آیات جملہ معترضہ کے طور پر آجاتی ہیں اسی طرح بعض سورتیں بھی بطور جملہ معترضہ کے آجاتی ہیں۔ اس نکتہ کو نظر میں رکھ کر قرآن حکیم پر غور کرنے سے سارا قرآن اول سے آخر تک مربوط اور منظم نظر آئے گا۔

تو گویا علم ربط قرآن وہ علم ہے جس میں آیات اور ان کے اجزاء کے مابین ربط اور اسی طرح سورتوں کے باہمی تعلق اور ان کے اغراض و مقاصد اور معانی و مہمانی تک پہنچنے کے لیے بحث کی جاتی ہے۔ اسی طرح آیتوں اور سورتوں میں وجود ربط کو تلاش کرتا ہے، جن سے ایک جملہ دوسرے جملے سے اور ایک آیت دوسری آیت سے اور ایک سورت دوسری سورت سے اس طرح مربوط ہو کہ ظاہری نظر میں وہ موتیوں کی پروئی ہوئی لڑی دکھائی دے۔

ان تمام لغوی و اصطلاحی معانی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر آیت اپنی سابقہ آیت کے ساتھ مربوط و بندھی ہوئی ہے، تمام آیات کا باہمی تعلق و جوڑ ہے، کلام ربانی اتصال و تسلسل سے خالی نہیں، اہل علم اس کی افادیت کے نہ صرف قائل تھے بل کہ تفاسیر میں بھی اس سے فائدہ اٹھایا۔

البتہ یہ بات ملحوظ رہے کہ دو یا دو سے زائد آیات پوری طرح ایک دوسرے کے متماثل نہیں ہوتیں، بسا اوقات بظاہر ان میں تضاد اور معنی میں بعد ہو گا لیکن اس کے باوجود ان میں کوئی نہ کوئی ربط، تعلق، اتصال اور قربت ہوگی۔ ماہرین کبھی اس کی گہرائی کا ادراک کر سکیں گے اور کبھی ان کی عقل اس تعلق کو سمجھنے سے قاصر ہوں گی۔

قرآن مجید میں ربط کی ضرورت و اہمیت

قرآن کریم اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ اس کی تاثیر اس کی زبان، بلاغت، اسلوب و مضامین اور اس کے الفاظ و اصطلاحات میں مضمر ہے۔ معروف مقولہ ہے:

”كَأَلَمِ الْمَلُوكُ الْمُلُوكُ الْكَأَلَمِ“²⁸

شاہوں کا کلام بھی کلام کا بادشاہ ہوتا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام بھی شاہانہ کلام ہے، اس کے رموز و اسرار تاقیامت جاری و ساری رہیں گے، دنیا اس بحر بے کنار سے یاقوت و مرجان کا چٹاؤ کرتی رہے گی اور ان کے اذعان و یقین میں ما نفدت کلمات اللہ کی تصدیق بڑھتی چلی جائی گی، قرآن فہمی میں جس طرح باقی چیزوں کو دخل ہے اسی طرح ربط کلام بھی قرآن مجید کے سمجھنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اور عدم ربط ایک معیوب چیز ہے جو کسی عام کلام کے لیے بھی غیر مناسب ہے چہ جائیکہ اللہ جل جلالہ کی کلام لایزال کو اس بے ربطی کلام سے معنون اور متصف کیا جائے۔

منشائے خداوندی تک رسائی

عموماً ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ قرآن مقدس کو سیاق و سباق سے ہی دیکھا پڑھا سمجھا جاسکتا ہے یا بغیر ان کے بھی قرآن مجید سمجھا جاسکتا ہے؟ ظاہر بات ہے ایک آدمی جو عربیت سے واقفیت نہیں رکھتا وہ اس کو اپنی زبان میں ہی پڑھے گا اور قرآن تو ایک کتاب ہے وہ آیتوں کے مجموعہ کا نام نہیں اور نہ ہی کسی خاص اقوال کے مجموعے کا نام ہے اس کی ایک خاص ترتیب ہے، اس کے ابواب و سورتوں میں ترتیب دیے گئے ہیں جب تک اس کو کتاب کے طور پر نہیں سمجھا جائے گا اس کے صحیح معنی اور مفہوم تک نہیں پہنچا جاسکتا، ترجمہ و تفسیر کرنے والوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیے اور لوگوں کو باور کروانا چاہیے کیونکہ عام آدمی ان ہی کی رہنمائی میں فرقان حمید کا مطالعہ کرتا ہے اور آیات کو الگ سے نہیں دیکھا جاسکتا کیوں کہ وہ سورت کا ایک حصہ ہیں ہر سورت کا ایک بنیادی موضوع ہوتا ہے اس کا لحاظ

کرتے ہوئے اس سورت کو شروع کیا جاتا ہے اور اس کو ختم کیا جاتا ہے اس میں جو چیز کہی گئی ہے وہ ایک خاص ربط کے ساتھ کہی گئی ہے پھر ان سورتوں کو خاص ترتیب سے رکھا گیا ہے ان تمام چیزوں کا لحاظ رکھنے سے ہی قرآن کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے اور اللہ کی صحیح منشاء تک پہنچا جاسکتا ہے۔

ترتیب مصحفی کا توقیفی ہونا

موجودہ ترتیب میں اس بات کا یقین کامل ہے کہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب توقیفی ہے محض اتفاقی اور کسی کی وضع کردہ نہیں کیونکہ قرآن حکیم اپنا تعارف خود کتاب ہونے کے ساتھ پیش کرتا نظر آتا ہے اور اس کی ایک کتابی شکل ہمیشہ اس کے ساتھ رہی کبھی جدا نہیں ہوئی سوائے زمانہ نزول کے کیونکہ نزول قرآن اپنی ضرورت، محل و وقت کے لحاظ سے ہوا کرتی تھی اور تائید خداوندی اس ضرورت کے اعتبار سے وحی بن کر اترا کرتی تھی، کوئی کتاب بھی کسی ترتیب کے بغیر منصفہ شہود پر آکر قبولیت حاصل نہیں کر سکتی اور فرقان حمید کا جمع کروانا تورب العالمین نے اپنے ذمے لے رکھا ہے۔

﴿إِنْ عَلَيْنَا جُمُعَهُ وَقْرَانَهُ﴾²⁹

یقین رکھو کہ اس کو یاد کرانا اور پڑھنا ہماری ذمہ داری ہے۔

اسی طرح جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کوئی آیت، سورت یا آیات کا مجموعہ لے کر حبیب خدا ﷺ کے پاس تشریف لاتے تو یہ بھی بتاتے کہ اسے کس سورت میں اور کس مقام پر رکھنا ہے۔

عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے:

”كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا إِذْ شَخَصَ بَبَصَرِهِ ثُمَّ صَوَّبَهُ حَتَّى كَادَ أَنْ يُلْزِقَهُ بِالْأَرْضِ، قَالَ: ثُمَّ شَخَصَ بَبَصَرِهِ، فَقَالَ: أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَضَعُ هَذِهِ الْآيَةَ بِهَذَا الْمَوْضِعِ مِنْ هَذِهِ السُّورَةِ: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾“ [النحل: 90]³⁰

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر تھا کہ یکایک آپ ﷺ کی نگاہ آسمان کی جانب اٹھ گئی پھر کچھ دیر توقف کے بعد آپ نے اپنے چہرے کا رخ درست فرمایا اور بتدریج اپنا چہرہ جھکاتے چلے گئے اور قریب تھا کہ آپ ﷺ اپنی نگاہ زمین پہ ٹکادیتے کہ آپ نے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا: ”اس آیت (مذکورہ بالا) کو اس سورت کے اس مقام پر رکھ دوں۔“

اسی طرح عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے:

”قَالَ عُثْمَانُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِمَّا تَنَزَّلُ عَلَيْهِ الْآيَاتُ فَبَدَعُوا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُسِبُ لَهُ وَيَقُولُ لَهُ: صَنَعَ هَذِهِ الْآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذَكِّرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا“³¹

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ پر جب بھی آیات کا نزول ہوتا تو حسب عادت اپنے کاتین میں سے کسی کو بلا بھیجتے اور یوں فرماتے: ”اس آیت کو اس سورت میں رکھو جس میں فلاں فلاں حکم کا ذکر ہے۔

اسی طرح کی بعض احادیث نقل کرنے کے بعد علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”فثبت بمجموع هذه الأحاديث أن القرآن كان على هذا التأليف والجمع في زمن رسول الله ﷺ، وإنما ترك جمعه في مصحف واحد لأن النسخ كان يرد على بعضه ويرفع الشيء بعد الشيء من التلاوة كما كان ينسخ بعض أحكامه فلم يجمع في مصحف واحد ثم لو رفع بعض تلاوته أدى ذلك إلى الاختلاف واختلاط أمر الدين، فحفظ الله كتابه في القلوب إلى انقضاء زمن النسخ“³²

ان احادیث کی مجموعی دلالت سے واضح ہوتا ہے کہ دور نبوی میں قرآن کریم کے حفظ و تدوین کی کیا صورت رہی تھی اور قرآن کریم کو ایک جگہ ایک مصحف کی صورت میں کیوں تالیف نہیں کیا گیا، کیونکہ ابھی کہیں کہیں نسخ آیات کا وقوع جاری تھا، اور (حسب ضرورت) کہیں کسی آیت کی تلاوت کا حکم مرفوع کر دیا جاتا جیسے کہ بعض احکام میں بھی نسخ و تبدیل کا معاملہ جاری تھا۔ دریں حالات اگر اس کو ایک مصحف کی صورت دے دی جاتی تو بعد ازاں کسی آیت کی تلاوت منسوخ ہو جانے پر دین کے معاملہ میں نزاع اور اضطراب کا پیدا ہو جانا یقینی تھا۔ اس لیے مشیت ایزدی میں زمانہ نسخ کے ختم ہونے تک طے پایا کہ اس کتاب کو لوگوں کے سینوں میں محفوظ کر دیا جائے۔

ان ساری روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی قرآن اسی طرح (موجودہ) ترتیب کے ساتھ تھا۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ جَمَعُوا بَيْنَ الدَّفَتَيْنِ الْقُرْآنَ الَّذِي أَنْزَلَهُ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ زَادُوا أَوْ نَقَصُوا مِنْهُ شَيْئًا خَوْفَ ذَهَابِ بَعْضِهِ بِذَهَابِ حَقِظَتِهِ فَكَتَبُوهُ كَمَا سَمِعُوا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ غَيْرِ أَنْ قَدَمُوا شَيْئًا أَوْ أَخْرَوْا أَوْ وَضَعُوا

لَهُ تَرْتِيبًا لَمْ يَأْخُذُوهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُلَقِّنُ أَصْحَابَهُ
وَيُعَلِّمُهُمْ مَا نَزَلَ عَلَيْهِ مِنَ الْقُرْآنِ“³³

صحابہ کرام نے قرآن مجید کو جیسا نبی پاک ﷺ سے سنا تھا اسی طرح بین الدفتین بغیر کسی
زیادتی اور کمی کے جمع کیا۔ انہوں نے جیسا سنا اسی طرح لکھ دیا نہ ہی کسی چیز کو مقدم کیا اور نہ
ہی مؤخر اور نہ ہی اپنی وضع کردہ ترتیب سے رکھا رسول اللہ ﷺ نے اسی ترتیب سے صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین کو لکھنے کی تعلیم دی تھی جبکہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کو
ہر آیت کے نزول کے وقت بتاتے کہ اس سورت کو فلاں آیت کے بعد فلاں سورت میں لکھا
جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو ترتیب نزولی سے الگ کر کے دوسری ترتیب کے ساتھ مرتب کرنا ہی منشاء
خداوندی ہے۔ اسی لیے کچھ آیتیں چھوٹی ہیں اور کچھ بڑی ہیں۔
علامہ زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فَإِنْ قُلْتَ: فَهَلَا كَانَتْ الْكُتُبُ السَّالِفَةُ كَذَلِكَ؟ قُلْتُ لِوَجْهَيْنِ: أَحَدُهُمَا أَنَّهَا لَمْ
تَكُنْ مُعْجَزَاتٍ مِنْ نَاحِيَةِ النَّظْمِ وَالتَّرْتِيبِ وَالْآخَرُ أَنَّهَا لَمْ تُبَيِّنْ لِلْحِفْظِ“³⁴
اگر کوئی یہ کہے کہ کتب سابقہ قرآن مجید کی طرح مرتب کیوں نہیں تھیں؟ تو میرے نزدیک اس کی
دو وجوہات ہیں: اول یہ کہ کتب سابقہ نظم و ترتیب کے اعتبار سے معجز نہیں تھیں جس طرح کے
قرآن مجید ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ ان (کتب سابقہ) کو یاد کرنا آسان نہیں۔

علامہ زرخشریؒ فرماتے ہیں:

”وَمِنْ حَقِّ مُفَسِّرِ كِتَابِ اللَّهِ الْبَاهِرِ وَكَلَامِهِ الْمُعْجَزِ أَنْ يَتَعَاهَدَ فِي مَذَاهِبِهِ بَقَاءَ
النَّظْمِ عَلَى حُسْنِهِ وَالْبَلَاغَةِ عَلَى كَمَالِهَا“³⁵

اللہ رب العزت کی روشن کتاب اور اس کے معجزانہ کلام کی تفسیر کرنے والے پر لازم ہے کہ
وہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے اس کی ترتیب کے حسن کو باقی رکھنے کا ضرور اہتمام کرے۔

ربط کلام اعجاز قرآنی

ربط قرآن ان عالی شان علوم میں سے ہے جو فہم قرآن میں مدد و معاون ہوتے ہیں اور چونکہ قرآن کریم کتاب معجز
ہے جب اول سے آخر تک اس کی باریکیوں میں غور و فکر کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس میں شدید قسم کا ربط
و اتصال ہے اور اس کی آیات و سورت ایسی مربوط ہیں جس طرح کے خون جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

اعجاز القرآن زمانہ نبوت کے بعد سے لے کر موجودہ دور تک علوم القرآن و معارف القرآن پر بہت کچھ لکھا گیا اور آج تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے کسی نے صرف و نحو کو اپنا موضوع سخن بنایا، کسی نے احکام اور قصص پر خصوصی توجہ دی۔ کئی لوگوں نے قرآن کی فصاحت و بلاغت سے امت کو روشناس کرایا، بعض نے فقہ اور اصول فقہ کے مسائل کا اس کتاب مقدس سے استنباط کیا۔ حاصل یہ ہے کہ کلام کی ہر ایک جہت پر جس پر مفسرین نے خاطر خواہ کام کیا، ان ہی موضوعات میں ربط قرآن کو ایک نمایاں مقام حاصل رہا ہے، جو قرآنی معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ ہے۔ امام رازیؒ اس کے اعجاز کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وَمَنْ تَأَمَّلَ فِي لَطَائِفِ نَظْمِ هَذِهِ السُّورَةِ وَفِي بَدَائِعِ تَرْتِيبِهَا عِلِمَ أَنَّ الْقُرْآنَ كَمَا أَنَّهُ مُعْجَزٌ بِحَسَبِ فَصَاحَةِ أَلْفَاظِهِ وَشَرَفِ مَعَانِيهِ، فَهُوَ أَيْضًا مُعْجَزٌ بِحَسَبِ تَرْتِيبِهِ وَنَظْمِ آيَاتِهِ وَلَعَلَّ الَّذِينَ قَالُوا: إِنَّهُ مُعْجَزٌ بِحَسَبِ أُسْلُوبِهِ أَرَادُوا ذَلِكَ إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ جُمْهُورَ الْمُفَسِّرِينَ مُعْرِضِينَ عَنْ هَذِهِ اللَّطَائِفِ غَيْرَ مُتَنَبِّهِينَ لِهَذِهِ الْأُمُورِ، وَلَيْسَ الْأَمْرُ فِي هَذَا الْبَابِ كَمَا قِيلَ:

وَالنَّجْمُ تَسْتَصْغِرُ الْأَبْصَارُ رُؤْيَاهُ ... وَالذَّنْبُ لِلطَّرْفِ لَا لِلنَّجْمِ فِي الصِّغَرِ“³⁶

جس شخص نے اس (البقرة) کے نظم کے لطائف میں اور اس کی انوکھی ترتیب میں غور و فکر کیا تو وہ بخوبی جان گیا کہ جس طرح قرآن مجید اپنے فصاحت الفاظ اور شرافت معانی کے اعتبار سے معجز ہے، تو اسی طرح وہ اپنی ترتیب اور آیات کے ربط کے اعتبار سے بھی معجز ہے۔ اور شاید ان لوگوں کی بھی مراد یہ ہی ہے جنہوں نے قرآن مقدس کو اسلوب بیان کی وجہ سے معجز مانا۔ مگر میں نے عام طور پر مفسرین کو ان لطائف سے اعراض کرنے والا اور ان امور کی طرف توجہ نہ کرنے والا دیکھا ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ شعر میں ہے:

آنکھیں ستاروں کو دیکھ کر چھوٹا سمجھتی ہیں حالانکہ چھوٹا ہونے میں قصور آنکھوں کا ہے نہ کہ

ستارے کا۔

قرآن کریم کی آیت کو جب دوسری کے ساتھ ملایا جائے تو اس میں کئی طرح سے مناسبت ہوتی ہے اور ہر مناسبت اپنے اندر قسما قسم خوبیاں رکھتی ہے، کئی قسم کے جلوے اور حسن و جمال کو اپنے اندر سموئے ہوتی ہے، ہر سورت کا مضمون مرکزی موضوع سے مربوط ہوتا ہے، ابتدائے سورت انتہائے سورت کے ساتھ مرتبط ہوتی ہے، ہر بعد میں آنے والی سورت کا ما قبل والی سورت کے ساتھ کوئی نہ کوئی تعلق ہوتا ہے۔ ربط کی تمام اقسام سے قرآن مجید کے نظم و اعجاز اور عظیم الشان اسلوب کا صحیح فہم اور صحیح ادراک حاصل ہوتا ہے۔

مختلف علماء کی آراء

محققین کے ہاں ربط قرآنی ایک خاص اہمیت کا حامل ہے اور قرآنی باریکیوں کو اس کے بغیر سمجھنا مشکل اور محال ہے۔
امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں:

”أَكْثَرُ لَطَائِفِ الْقُرْآنِ مُودَعَةٌ فِي التَّرْتِيبَاتِ وَالرَّوَابِطِ“³⁷

قرآن کریم کے اکثر لطائف کو اس کی ترتیبات اور روابط میں پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ مربوط کلام کو مضبوط عمارت کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وَيَصِيرُ التَّأْلِيفُ حَالَهُ حَالِ الْبِنَاءِ الْمُحْكَمِ الْمُنْتَلِمِ الْأَجْزَاءِ“³⁸

منظم کلام کی مثال اس پختہ عمارت کی سی ہے جس کے اجزاء باہم متصل اور ملے ہوئے ہوں۔

علامہ ابو بکر بقاعیؒ اس کی اہمیت کے بارے میں رقمطراز ہیں:

”وهو سر البلاغة لأدائه إلى تحقيق مطابقة المعاني، لما اقتضاء من الحال، وتتوقف

الإجادة فيه على معرفة مقصود السورة المطلوب ذلك فيها، يفيد ذلك معرفة

المقصود من جميع جملها، فلذلك كان هذا العلم في غاية النفاسة وكانت نسبته

من علم التفسير نسبة علم البيان من النحو“³⁹

علم ربط، بلاغت کا ایسا راز ہے جو مقتضائے حال کے مطابق معانی کی مطابقت کے ثبوت تک

لے جاتا ہے اور سورتوں کے مقصود و مطلوب کی پہچان کرواتا ہے، ان سورتوں کے تمام

جملوں کے مقصد کی معرفت کا فائدہ دیتا ہے، اسی وجہ سے یہ علم، نفاست کی انتہاء پر ہے، اس

علم (ربط کلام) کی نسبت علم تفسیر سے اسی طرح ہے جس طرح علم النحو کی علم بیان سے ہے۔

شیخ ولی الدین برہانیؒ ربط قرآن کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ہیں:

”وَمِنْ الْمُعْجَزِ الْبَيِّنِ أَسْلُوبُهُ وَنَظْمُهُ الْبَاهِرُ“⁴⁰

قرآن کریم کا نمایاں اعجاز اس کا منہج و اسلوب اور بے مثال نظم و ربط ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اس علم کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”الْمُنَاسَبَةُ عِلْمٌ شَرِيفٌ عَزِيزٌ، فَلَّ اعْتِنَاءُ الْمُفَسِّرِينَ بِهِ لِدَقَّتِهِ“⁴¹

علم مناسبت ایک عالی علم ہے اس کی باریکیوں کی وجہ سے مفسرین نے اس کی طرف توجہ کم دی ہے۔

علامہ برہان الدین زرکشیؒ اس علم کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”أَنَّ الْمُنَاسَبَةَ عِلْمٌ شَرِيفٌ تُخْزِرُ بِهِ الْعُقُولُ وَيُعْرَفُ بِهِ قَدْرُ الْقَائِلِ فِيمَا يَقُولُ“⁴²

علم مناسبت ایسا بے مثال علم ہے جس کے ساتھ عقلوں کو ماپا جاتا ہے اور متکلم کے کلام سے اس کی قدر و منزلت معلوم ہوتی ہے۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

”وَقَالَ بَعْضُ الْأَئِمَّةِ مِنَ مُحَاسِنِ الْكَلَامِ أَنَّ يَرْتَبُ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ لِّئَلَّا يَكُونَ مُنْقَطِعًا“⁴³

بعض ائمہ سے منقول ہے کہ یہ کسی بھی کلام کی خوبیوں میں سے ہے کہ وہ آپس میں اس طرح مربوط ہو کہ اس میں کسی قسم کا انقطاع نہ ہو۔

علامہ محمد عبدالعظیم الزرقانی لکھتے ہیں:

آپ قرآن کریم کو جب اول سے آخر تک پڑھتے ہیں تو وہ مضبوط، مرتب، انتہائی مہذب پختہ اسلوب باہم متصل نظر آتا ہے۔ سورتوں میں باہمی جوڑ ہے، اس قرآن مقدس کی تمام آیات اور جملوں میں الف سے یاء تک معجزانہ رنگ پایا جاتا ہے گویا کہ وہ ایک پرویا ہوا ہار ہے اور اس کے اجزاء میں کسی قسم کا انقطاع اور انفصال نہیں پایا جاتا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ غیر منقطع ایک دائرہ ہے یا جیسے وہ ایک ہی لڑی اور ایسی پرکشش گرہ ہے جس کے حروف، کلمات، جملے اور آیات کو منظم انداز میں رکھا گیا ہے۔ اس کا آخر اول سے اور اول آخر سے مربوط ہیں۔⁴⁴

شیخ محمد عبداللہ دراز فرماتے ہیں:

”ایک لمبی سورت جو تھوڑی تھوڑی اتاری گئی، جاہل اس کو پر اگندہ معانی والا اور مبانی سے خالی سمجھتا ہے، پس جب آپ تصحیح نیت سے غور و فکر کریں گے تو مقاصد کلیہ کی بنیاد ایک اساس اور اصول پر رکھیں گے اور اصولوں میں سے ہر ایک اصول کے کئی شعبے اور فصیلیں ہیں، ہر شعبے کی کئی مختصر اور طویل فروعات ہوتی ہیں۔ اس کے اجزاء میں اس طرح کا انتقال ہے جس طرح ایک ہی عمارت کی پتھروں، میٹریل اور صحن میں انتقال ہوتا ہے، جس کا نقشہ ایک ہی دفعہ بنایا گیا ہو۔ تقسیم و تنسیق میں رکھی ہوئی چیز اور نہ ہی کوئی نکلنے والا رستہ دوسرے رستے سے جدا اور الگ محسوس ہوتا ہے۔ بل کہ مختلف اجناس میں مکمل جوڑ اور ربط دیکھیں گے۔ ایک ہی جنس کے اجزاء میں انتہائی ملاپ و اتصال ہوتا ہے۔ اور یہ کسی خارجی تعاون اور

تکلف کے بغیر ہوتا ہے۔ یقیناً یہ سیاق کا حسن ہوتا ہے، ہر غرض اور مقصد کے مطلع میں تمہید کی باریکی اور سیاق کے حسن کی وجہ سے ہی ہوتا ہے اور اس میں دوبارہ کہی ہوئی بات منفصل کو متصل اور ایک دوسرے سے جدا کو یک جان بتلاتا ہے۔⁴⁵

شیخ ابن العربی ربط کلام کا تعارف کرواتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

”إِذَا تَبَاطُ آيِ الْقُرْآنِ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ حَتَّى تَكُونَ كَالْكَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ، مُتَّسِقَةً الْمَعَانِي، مُنْتَظِمَةً الْمَبَانِي عِلْمَ عَظِيمٍ، لَمْ يَتَعَرَّضْ لَهُ إِلَّا عَالَمٌ وَاحِدٌ عَمِلَ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ، ثُمَّ فَتَحَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَنَا فِيهِ.. فَلَمَّا لَمْ نَجِدْ لَهُ حَمَلَةً، وَرَأَيْنَا الْخُلُقَ بِأَوْصَافِ الْبُطْلَةِ - خَتَمْنَا عَلَيْهِ، وَجَعَلْنَاهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اللَّهِ، وَرَدَدْنَاهُ إِلَيْهِ“⁴⁶

قرآن کی بعض آیات بعض کے ساتھ ایک کلمہ کی طرح مرتبط ہیں، معانی اور مبانی کا آپس میں اتصال ہے، یہ ایک عظیم علم ہے، ایک عالم کے علاوہ کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں کی، جس نے البقرة میں کام کیا۔ پھر اللہ عزوجل نے ہمارے لیے راہیں کھولیں، مگر جب ہم نے اس بار کو اٹھانے والا نہ پایا اور بعد میں آنے والوں کو سست اور کاہل دیکھا تو ہم نے اس پر مہر لگا دی اور اسے ہم نے اپنے اور اللہ میں محدود رکھ کر اس کو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دیا۔

علامہ فراہی اپنی کتاب ”دلائل النظام“ میں رقمطراز ہیں:

”أَنَّ الْقُرْآنَ الْحَكِيمَ كَلَامَ مَنْظُمٍ وَمُرْتَبٍ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ عَلَى غَايَةِ حَسَنِ النِّظْمِ وَالْتَرْتِيبِ وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْاِقْتِضَابِ لَا فِي آيَاتِهِ وَلَا فِي سُورِهِ بَلْ آيَاتُهُ مُرْتَبَةٌ فِي كُلِّ سُورَةٍ كَالْفُصُوصِ فِي الْاِخْتِتَامِ وَسُورَةٌ مَنْظُمَةٌ فِي سُلُوكِ وَاحِدٍ كَالدَّرَرِ فِي الْقَلَائِدِ حَتَّى لَوْ قَدِمَ مَا آخِرُ أَوْ آخِرَ مَا قَدِمَ لَبُطِلَ النِّظَامُ، وَفُسِدَتْ بَلَاغَةُ الْكَلَامِ بَلْ رُبَّمَا يَعُودُ إِلَى قَرِيبٍ مِنَ الْهَذْيَانِ.“⁴⁷

قرآن کریم اول تا آخر انتہائی درجے کا منظم اور مرتب کلام ہے، اس کی سور اور آیات میں کسی قسم کا انقطاع نہیں، بل کہ اس کی آیات ہر سورت میں ایسی مرتب ہیں جیسا کہ انگوٹھیوں میں نگینے اور ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس کے مقدم کو مؤخر یا مؤخر کو مقدم کر دیا جائے تو سارا نظام ہی بگڑ جائے اور کلام کی بلاغت ختم ہو کر رہ جائے بلکہ بسا اوقات اس کے بارے میں ہذیان کا گمان ہونے لگے گا۔

علامہ احمد حسن فرحات ربط قرآنی کا تعارف کرواتے ہوئے فرماتے ہیں:

”عِلْمُ التَّظَامِ لَا يَظْهَرُ التَّنَاسُبُ وَحْدَهُ بَلْ يَجْعَلُ السُّورَةَ كَلَامًا وَاحِدًا“⁴⁸

نظم کا علم صرف تناسب کا اظہار نہیں کرتا بل کہ سورت کو ایک کلام بنا دیتا ہے۔

علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں:

”فَانْظُرْ إِلَى بَلَاغَةِ هَذَا الْكَلَامِ، وَحُسْنِ نَظْمِهِ وَتَرْتِيبِهِ، وَمَكَانَةِ إِصْمَادِهِ، وَرِصَانَةِ تَفْسِيرِهِ، وَأَخْذِ بَعْضِهِ بِحُجْزَةِ بَعْضٍ، كَأَنَّمَا أُفْرِغَ إِفْرَاغًا وَاحِدًا، وَمَا لِأَمْرِ أَعْجَزَ الْقَوَى وَأُخْرَسَ الشَّقَاشِقِ“⁴⁹

جب آپ اس کلام کی بلاغت اور اس کے نظم و ترتیب کے حسن اور اس کے عالیشان جوڑ اور اس کی تفسیر کے استحکام اور باہمی اختصار کو دیکھیں گے تو ایسا لگے گا کہ اس کو ایک ہی قالب میں ڈھالا گیا ہے۔ اس (کلام) کے سامنے کئی توانا عاجز آگئے اور کتنے ہی فصحاء گنگ ہو گئے۔

نتیجہ البحث:

اس بحث کے شروع میں ربط کی لغوی تحقیق اور علامہ بدر الدین زرکشی، علامہ برہان الدین بقاعی، علامہ ابوالعلاء، مناع خلیل، علامہ فراہی کے حوالے اصطلاحی تعریفات بیان کی گئی۔ ربط کے مترادفات ذکر کئے گئے جو کہ مناسبت، تناسب، ارتباط، وفق نظم، نظام، علاقہ، تعلق، ترتیب اور تناسق ہیں۔ اس کے بعد قرآن مجید میں ربط و مناسبت کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی گئی۔ یہ تحقیق اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ قرآن پاک کے اندر سورتوں اور آیتوں کے درمیان ربط و مناسبت کی بنیادی اہمیت کے بارے میں علماء متفق ہیں۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآنی متن میں پایا جانے والا باہمی ربط، ہم آہنگی اور ہم آہنگی اس کی الہی اصل اور بے مثال ہونے کا زبردست ثبوت ہے۔ علماء اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ربط و مناسبت ایک بنیادی عنصر ہے جو قرآن کی بے مثالیت (اعجاز) میں معاون ہے۔ قرآن مجید میں ربط و مناسبت کی ضرورت و اہمیت کے حوالے سے علامہ فخر الدین رازیؒ، علامہ ابوبکر بقاعیؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ، شیخ ولی الدین برہانیؒ، علامہ برہان الدین زرکشیؒ، شیخ محمد عبد اللہ فرازؒ، شیخ ابن العربیؒ، علامہ فراہیؒ، علامہ احمد حسن فرحاتؒ، علامہ زمخشریؒ کے اقوال پیش کئے گئے۔

(المواہم References)

- 1- احمد بن فارس بن زکریا، القزوینی الرازی، مقابیس اللغۃ، دار الفکر، بیروت، 1399ھ، ج 2، ص 478
'ahmad bin faris bin zakaria' alqazwinii alraazi, mqayys allughati, dalfikri, byrut, 1399h, vol. 2, P. 478
- 2- راغب اصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، دار القلم، بیروت، 1412ھ، ج 1، ص 338

Ragheb Isfahani, Abu Al-Qasim Al-Hussein bin Muhammad, Al-Mufradat fi Ghareeb Al-Qur'an, Dar Al-Qalam, Beirut, 1412 AH, vol. 1, p. 338.

3- مجمع اللغة العربية، المعجم الوسيط، دار الدعوة، مصر، ج 1، ص 323

Majmae Allughat Alearabiyat, Almuevol. M Alwasiyti, Dar Aldaewat ,Masiri,Vol. 1,P323

4 الانفال، آیت 11

Alanfial, 11:9

5 ابن قیم، محمد بن ابی بکر، التبیان فی اقسام القرآن، دار المعرفة، بیروت، ج 1، ص 189

Abn Qimu,Muhamad Bin 'Abi Bakr ,Altibyan Fi 'Aqsam Alquran,Dar Almaerifat, Biyru, Vol. 1,P189

6 الخازن، علاء الدین علی بن محمد بن ابراهیم، لباب التأویل فی معانی التنزیل، دار الکتب العلمیة، بیروت، ج 2، ص 298

Alkhazin, Eala' Aldiyn Eali Bin Muhamad Bin 'Ibrahim, Libab Altaawil Fi Maeani Altanzili, Daralktib Aleilmuyt, Byrut, Vol. 2, P 298

7 ابن فارس، المقامیس اللغة، ج 5، ص 423

Abn Faris, Almuqayys Allughatu, Vol. 5,P 423

8 سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج 3، ص 371

Suywtay,Al'iitqan Fay Eulum Alqrani,Vol. 3,P 371

9 زمخشري، إساس البلاغة، ج 2، ص 265

Zamukhshariy, Asas Albalaghat, Vol. 2,P 265

10 أبو العزم، عبد الغني، معجم الغني، باب الراء

Abw Aleazma, Eabd Alghiny, Muevol. M Alghiniy,Bab Alraa'

11 الفارابي، اسماعيل بن حماد، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية، دار العلم، طبع رابع، بيروت، ج 2، ص 1567

Alfaraby, Asmaeyl Bin Hamaad, Alsiah Taj Allughat Wasihah Alearbiyti, Daralealma, Tabe Rabiei, Byrut Vol. 2,P 1567

12 جار الله زمخشري، أبو قاسم محمود بن عمرو، إساس البلاغة، دار الکتب العلمیة، بیروت، ج 2، ص 347

Jarullah Zamakhshari, Abu Qasim Mahmoud bin Amr, Asas Al-Balagha, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, Beirut, vol. 2, p. 347

13 زمخشري، إساس البلاغة، ج 2، ص 284

Zamakhshari, Asas Al-Balagha, Vol. 2, P. 284

14 ابن منظور الإفريقي، محمد بن مكرم بن علي، لسان العرب، دار صادر، طبع سوم، بيروت، ج 12، ص 578

Ibn Manzur Afriqi, Muhammad Bin Makram Bin Ali, Lisan Al-Arab, Dar Sader, Sum Printing, Beirut, Vol. 12, P. 578.

15 أبو تمام، حبيب الرحمن أوس، ديوان الحماسة الطائي مع شرح ليحيى بن علي التبريزي، دار القلم بيروت، ج 2، ص 106

Abu Tammam, Habib Al-Rahman Aws, Diwan Al-Hamsa Al-Tai With Its Explanation By Yahya Bin Ali Al-Tabrizi, Dar Al-Qalam, Beirut, Vol. 2, P. 106.

16 زمخشري، إساس البلاغة، ج 2، ص 284

Zamakhshari, Asas Al-Balagha, Vol. 2, P. 284

17 أحمد مختار عبد الحميد عمر، معجم اللغة العربية المعاصرة، ج 2، ص 1538

Aihmad Mukhtar Eabd Alhamayd Eamaru, Muevol. M Allughat Alearabiyt Almueasirati, Vol. 2, P. 1538

18 ابو العزم، عبد الغنی، معجم الغنی، باب الرءاء

Abu Al-Azm, Abdul-Ghani, Mu'vol. m Al-Ghani, Chapter Al-Ra

19 ابن منظور الإفريقی، لسان العرب، ج 10، ص 352

Ibn Manzur Afriqi, Lisan Al-Arab, Vol. 10, P. 352

20 إسماعیل بن عباد، المحيط فی اللغة، عالم الکتاب، بیروت، ص 245

Ismail Bin Abbad, Al-Muhit In Language, The World Of The Book, Beirut, P. 245

21 ز مخشری، إساس البلاغة، ج 2، ص 266

Zamakhshari, Asas Al-Balagha, Vol. 2, P. 266

22 المطیری، عبد المحسن بن زین، اثر علم المناسبات و اثره فی تدبر القرآن الکریم مبادئ و تاصیل، دار الکتب المصریة، طبع

اول، 2016ء، مصر، ج 2، ص 1934

Almutayruy, Eabdalmuhsin Bin Ziban, Athir Ealm Almunasabat Wathirah Fay Tadabur Alquran Alkraym Mabadi Watasiyli, Daralktb Almusrayta, Tabe Awil, 2016', Msari, Vol. 2, P. 1934

23 ابن العربی المالکی، ابو بکر، سراج المرید دین بحوالہ سیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر، الإقتان فی علوم القرآن،

مکتبة المیدنة المصریة، مصر، ج 3، ص 369

Aibn Alearabiy Almaliky, Abu Bkr, Sraj Almurydaduyn Bihawalih Saywtiy, Vol. Lal Alduyn Abdul Rahman Bin Aby Bkr, Al'iitqan Fay Eulum Alqran, Mktbt Alhayyat Almasrayti, Misr, Vol. 3, P. 369

24 زرکشی، ابو عبد اللہ بدر الدین بن محمد، البرہان فی علوم القرآن، دار المعرفۃ، بیروت، ج 1، ص 35

Zarkashi, Abu Abdullah Badr Al-Din Bin Muhammad, Zarkashi, Al-Burhan Fi Uloom Al-Qur'an, Dar Al-Ma'rifah, Beirut, Vol. 1, P. 35.

25 ابو العلاء، عادل بن محمد، مصابیح الدرر فی تناسب آیات القرآن والسور، الجامعة الاسلامیة، المدینة المنورة، ج 1، ص 18

Abualeala'a, Eadil Bin Muhamad, Masabiyh Aldarar Fay Tunasib Ayat Alquran Walsuwru, Alvol. Mieat Aliaslamiyhi, Almudynat Almunawarati, Vol. 1, P. 18

26 القطان، مناع بن خلیل، مباحث فی علوم القرآن، مکتبة المعارف للنشر والتوزیع، بیروت، ص 96

Alqatani, Minae Bin Khalyi, Mabath Fay Eulum Alqrani, Mktabat Almaearif Lilnashr Waltuwzyeu, Byrut, P. 96

27 فراہی، دلائل النظام، المطبعة الحمیدیة، سن اشاعت: 1388ھ، ص 74

Farahi, Dala'il Al-Nizam, Al-Hamidiyah Press, Sun Isha'at: 1388 AH, P. 74.

28 إحمد بن ابراهیم، جواهر البلاغة، المکتبة العصریة، بیروت، ج 1، ص 321

Ahmed Bin Ibrahim, Vol. Waher Al-Balagha, Modern Library, Beirut, Vol. 1, P. 321.

29 سورة القيامة، آية 17

Surah Al-Qiyamah, Verse 17

30 إحمد بن محمد بن حنبل، مسند إحمد، مؤسسة الرسالة، طبع اول، 1420ھ، بیروت، ج 29، ص 441

Aihmad Bin Muhamad Bin Hunbalu, Msinat Ahmid, Muasasat Alrisalati, Tabe Awl, 1420h, Byrut, Vol. 29, P. 441

- 31 ابو داود، سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود، المكتبة العصرية، بيروت، ج 1، ص 208
Abu Dawud, Suleiman Bin Al-Ash'ath, Sunan Abi Dawud, Al-Matba'at Al-Asriyah, Beirut, Vol. 1, P. 208.
- 32 الخازن، لباب التأويل في معاني التنزيل، ج 1، ص 9
Alkhazin, Libab Altaawil Fi Maeani Altanzili, Ji1, P. 9
- 33 بغوي، ابو محمد الحسين بن محمود، شرح السنة، المكتبة الاسلامي، بيروت، ج 4، ص 521
Baghawi, Abu Muhammad Al-Hussein Bin Mahmoud, Sharh Al-Sunnah, Al-Maktab Al-Islami, Beirut, Vol. 4, P. 521.
- 34 زر كشي، البرهان في علوم القرآن، ج 1، ص 265
Zarkashi, Al-Burhan Fi Ulum Al-Qur'an, Vol. 1, P. 265
- 35 ز مخشري، الكشف عن غوامض التنزيل، ج 1، ص 68
Zamakhshari, Al-Kashfah Fi Mysteries Of Revelation, Vol. 1, P. 68
- 36 رازي، ابو عبد الله محمد بن عمر، مفاتيح الغيب، دار احياء التراث العربي، طبع سوم، 1420 هـ، بيروت، ج 7، ص 106
Razi, Abu Abdullah Muhammad Bin Omar, Mafatih Al-Ghayb, Dar Revival of Arab Heritage, Sum Edition, 1420 AH, Beirut, Vol. 7, P. 106.
- 37 رازي، مفاتيح الغيب، ج 10، ص 110
Razi, Mafatih Al-Ghayb, Vol. 10, P. 110
- 38 سيوطي، الاتقان في علوم القرآن، ج 3، ص 371
Suyuti, Al-Itqan Fi Ulum Al-Qur'an, Vol. 3, P. 371
- 39 بقاعي، برهان الدين ابو الحسن ابراهيم، نظم الدرر في تناسب الآيات والسور، دار الكتب الاسلامي قاهره، ج 1، ص 5
Buqa'i, Burhan Al-Din Abu Al-Hasan Ibrahim, Nazm Al-Durar Fi Tanasab Al-Ayat And Surahs, Dar Al-Kutub Al-Islami, Cairo, Vol. 1, P. 5.
- 40 سيوطي، الاتقان في علوم القرآن، ج 3، ص 370
Suyuti, Al-Itqan Fi Ulum Al-Qur'an, Vol. 3, P. 370
- 41 ايضاً، ج 3، ص 369
Also, Vol. 3, P. 369
- 42 زر كشي، البرهان في علوم القرآن، ج 1، ص 265
Zarkashi, Al-Burhan Fi Ulum Al-Qur'an, Vol. 1, P. 265
- 43 ايضاً، ج 1، ص 36
Also, Vol. 1, P. 36
- 44 زر قاني، محمد عبد العظيم، مناهل العرفان في علوم القرآن، مطبع عيسى البابي الحلبي حلب، ج 1، ص 60
Zarqani, Muhammad Abd Al-Azim, Manahil Al-Irfan Fi Ulum Al-Qur'an, Issa Al-Babi Al-Halabi Press, Aleppo, Vol. 1, P. 60.
- 45 دراز، محمد عبد الله، دكتور، النبأ العظيم، نظرات جديدة في القرآن، دار القلم للنشر والتوزيع، بيروت، ج 1، ص 188
Dirazi, Muhamad Eabd Allah, Diktur, Alnaba Aleazymu, Nazarat Vol. Dydat Fay Alquran, Dar Alqalam Lilnashr Altuwzyeu, Byrut, Vol. 1, P. 188

46 سیوطی، جلال الدین، اسرار ترتیب القرآن، دار الفضیلة للنشر والتوزیع بیروت، ج 1، ص 4

Suyuti, Vol. Lal Al-Din, Secrets Of The Arrangement Of The Qur'an, Dar Al-Fadila For Publishing And Distribution, Beirut, Vol. 1, P. 4.

47 مناسبات آیات والسور، ج 10، ص 40

Munasabat Alayat Walsuwr, Vol. 10, P. 40

48 ایضاً

Ibid

49 زمخشری، کشاف عن غوامض التنزیل، ج 3، ص 387

Zamakhshari, Revealing The Mysteries Of Revelation, Vol. 3, P. 387